

PARHLO PAKISTAN

اب آپ ہر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ
سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز رہٹرز کے لئے آفر
بھی دیتی ہے۔ اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ
کریں۔ آپ کے ناولز کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے
پر آپ کو کیش پرائز بھی دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔

WHATSAPP GROUP : 0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM

نقصی سی وہ مول مول خوبصورت گڑیا جس کی چھوٹی
پہلی آنکھوں میں ہر لمحہ ایک نئی جوت جاتی تھی اور اس
جوت پر مارے گھر والے پروانوں کی طرح غار رہا کرتے
تھے۔ اپنے ننھے منے سے دھڑکتے دل میں آپ ہی آپ
رہتی تو ہونے لگے کہ اسے اپنی مضبوط بانہوں میں جملانے اور
ویسے تو زندگی بذاتِ خود ایک مسلسل سفر کا نام ہے مگر زندگی
جینے کے لیے بھی لوگوں کو مزید کٹھن مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے...
جیسے اکثر بچوں کا بچپن والدین کی شدید مصروفیات کی نذر
ہو جاتا ہے... احساس تک نہیں ہوتا کہ انہوں نے معاشی آسیب
سے بچتے بچتے زندگی کا کتنا قیمتی سرمایہ کھو دیا ہے۔

روٹس کا چکر

تابید سلطان اختر

ایک محسوم بچی کے اندر اک اور آنکھوں میں نئی

کادر و انگیزہ ماہیرا



شخصیات

عید النبی کے مناسبات

جولائی 2023ء کے شمارے کی سوغات

اولین صفحات

محبت باعث راحت ہے باعث آزار نہیں

جرم و زنا کے گرد گھومتی عداوت و محبت کی دلچسپ

داستان آج اقبال کے قلم سے

شعلہ زن

بے بسی کے اندھروں میں ڈھنکی لڑکی کی

وردناگ داستان حیات

روایت رشید کے قلم کی جادوگری

ذہر

دنیا بھر کرتی ہے کمان پر قربان کرکٹ بڑے ایک ایسے ہی

نوجوان کی کوچہ گردی زندگی اس کے لیے نئی شکل کے

ماتحتی حصار بیت کے قلم سے نئے نئے وار کمانی

سورج کی آگ

پہلا رنگ

کالے اور گوری چڑی کے درمیان نفرت

کی دیوار اب بھی کھڑی ہے۔ دورنگ دار

حافظ و رحیموں کا فیصل کن مقابلہ

دوسرا رنگ

دولت و طاقت کا نثر انسانیت سے دور کر

کے سفایت کے قریب کر دیتا ہے سیاست

کے بازار میں تباہ کنری عورت کا اجڑا

چلتی کشتی

آپ کے تہرے... مشورے... کہیں

شکایتیں... اور نئی دلچسپ باتیں... کہیں

ستمبر 2023

121

وقت اس کے لیے وہ ہوتا جب وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ
گڑی میں بیٹھ کر باہر جاتی۔ ماں کی گود میں بٹکتے ہوئے وہ بھی
ڈیٹل بورڈ کو چھوٹی ڈیٹل بورڈ پر دیکھ کر کوئی چیز بچ کر اوتی
اور بھی باپ کی طرف دیکھ کر منہ سے طرب انگیز آواز نکالتی۔
بھی اس کا بازو پکڑ کر اس کے پاس جانے کی کوشش
کرتی۔ ماں اسے پیار سے سمجھاتی۔ نہیں میری جان ابابا
گڑی چلا رہے ہیں۔ نہیں نہیں لے سکتے۔ مگر وہ باپ
کے پاس جانے کو بٹکتی تھی۔ اتھ پاؤں چلاتی۔ باپ
ایک ہاتھ سے اسے لیتا اور اپنے زانوؤں پر بٹھالیتا۔ وہ
ایک شہر تک وہیل پکڑنے کی کوشش کرتی۔ کبھی باپ کا
ہاتھ پکڑتی۔ کبھی گاڑی سے باہر گزرتے مناظر کو دیکھتی اور
بھی دو بارہ ماں کی گود میں واپس جانا جاتی۔

منظر سے اپنے دو پیار کرنے والے مردوں کو غائب
پاکر اس کا ننھا سادہ شاید اس راجہ بن میں رہتا ہو کہ وہ
دووں احاطہ کہاں چلے گئے تھے۔ شاید اس کے چھوٹے
سے دل کے لیے ماں کا منہ سے دوپہر یا سہ پہر تک غائب
رہنا بھی مہیا بنا رہتا ہو۔ کون جانے کہ وہ حسین پری کیا
سوچتی ہو، کیا محسوس کرتی ہو؟

تھی گڑیا کو اپنی ماں کے ساتھ جلد ہی اپنے باپ کے
پاس جانا ہے تب شاید وہ یہ سوچے گی کہ تانی اور پیار کرنے
والی خالہ کہاں تھی۔ مگر بڑی اور کچھ دار ہونے پر اسے
معلوم ہوگا کہ وطن میں دیگر گوں معاشی اور سیاسی حالات کے
باعث اس کے باپ کو ترک وطن کرنا پڑا تھا۔ بہتر معاش
کی خاطر وہ اسے اور اس کی خوبصورت نوجوان ماں کی
آنکھوں میں آنسو چھوڑ کر پردیس چلا گیا تھا اور بعد میں اس
کا تانہ بھی واما کو اپنے کاروباری تجربے سے مستفید کرنے
اس سے چلا تھا۔ وہ اپنی ماں کے بارے میں بھی جان
لے گی کہ وہ ورکنگ وومین تھی۔ یونیورسٹی میں طلبہ کو
پڑھاتی تھی۔ اسی لیے آدھا دن غائب رہتی تھی۔ وہ
چھڑنے والوں سے جاننے پر خوش مگر پیچھے رہ جانے والوں
کے لیے اداس ہوگی۔

وقت بھی گڑیا کے چھوٹے سے دل میں چلتی بہت سی
سوچوں کا جواب دے دے گا۔ تب شاید وہ یہ سوچے گی
کہ روٹی کا پیکر کتنا عالم پیکر ہے۔ کبھی ہمارے چاہنے والوں
کو ہم سے دور لے جاتا ہے اور کبھی ہم خود اپنے چاہنے
والوں کو جدائی کا دکھ دے کر ان سے دور نکل آتے ہیں۔
کوئی نہ جانے اس دور کا دار ماں۔

سپنس ڈائجسٹ

خود بھی کبھی تانا، وادانے کے خیال سے فروزاں ہوا ہوگا
نے بے ایمانی یہ کی کہ اس نئی پری کے باپ کے بعد وہ
بھی منظر سے غائب ہو گیا۔

نئی گڑیا اپنے چھوٹے سے دل میں سوچتی تو ہوگی کہ
کہاں چلے گئے تھے وہ دونوں۔ جب اس کی ماں اس
کے باپ کا نام پکارتی تو وہ چونک کر ماں کا منہ دیکھنے لگتی تھی
پوچھتی ہو کہاں ہے میرا باپ؟ اور جب اس کی تانی اسے گود
میں بٹھا کر کہتی۔ "نانا بابا آجیں، گڑیا کو سیر کرانے لے
جائیں۔" تو وہ اپنی چھوٹی آنکھوں سے دروازے کی
طرف دیکھنے لگتی۔

ملکوتی مسکراہٹ والی وہ گڑیا بنتے کے پانچ دن مع
سے دوپہر اور بھی کبھی سہ پہر تک بھی گھر سے اپنی ماں کے
غائب رہنے کی تو عادی تھی۔ ماں مع سویرے اچھی طرح
تیار ہوتی۔ اسے پیار کر کے تانی کے سپرد کرتی اور اس کی
نظر ادھر ادھر ہوتے ہی چھپاک سے غائب ہو جاتی۔ کبھی
پری اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھتی۔
سوچتی تو ہوگی، ابھی تو ماں یہاں تھی، کہاں چلی گئی؟

تانی دن بھر اس کا خیال رکھتی۔ اسے ٹھنڈائی
دھلاتی۔ اچھے اچھے کپڑے پہناتی۔ لوٹن اور خوشبودار
پاؤڈر لگاتی۔ ٹیڈر سے دودھ پلاتی۔ ذرا بڑی ہوئی تو
ساگوانہ، سیریلیک، ہاف بوائے انڈا اور میٹش کیا ہوا آلو بھی
مینیو میں آگئے۔ تانی کے ہاتھوں اپنی ناز برداریوں کے
دوران اس گڑیا کے ننھے سے دل میں شاید یہ خیال آتا ہو کہ
اس کی ماں دن بھر کیوں نظر نہ آتی تھی۔

ماں مع کی گئی جب دوپہر یا سہ پہر کو گھر واپس آتی تو
وہ اسے ٹھنکی ٹھنکی نظروں اور ایسی مسکراہٹ سے دیکھتی
کہ ماں اپنا بیگ بھاری سے ایک طرف پھینک کر اسے اپنی
بانہوں میں لے کر بیٹھنے سے چٹا لگتی۔ ماں کے سینے سے لگ
کر اسے بے حد سکون ملتا۔ وہ کبھی ماں کے گلے میں بہتی
ٹھلائی زنجیر کو منہ میں لگتی، کبھی ماں کے چہرے سے اپنے
گھلائی گلابی ہونٹ یوں مس کرتی جیسے اسے پیار کر رہی
ہو۔ ماں کے سینے میں اپنا منہ چھپا کر فرشتوں کی سی
مخصوصیت، دگھ مسکراہٹ اور اپنے چھوٹے سے منہ سے
ننھے ننھے ہلکوں کا نوارہ چھوڑتی اور اپنے ہاتھ پاؤں چلاتی وہ
بیاری گڑیا شاید سوچتی ہو۔ ماں تو آدھے دن بعد نظر
آ جاتی ہے۔ بابا جانی اور تانہ بابا نظر کیوں نہیں آتے۔ شاید
اس کا ننھا سادہ ان کے لیے قہر ابھی ہوتا ہو۔
مع اور شام تانہ کے ساتھ میر سے بھی زیادہ پر لطف

کو دیکھتے ہوئے اسے اپنی مسکراہٹ سے لبھاری تھی۔ اس
کے معصوم چہرے پر ایسا اطمینان اور سکون تھا جسے اسے یقین
ہو کہ وہ سدا اپنے باپ کے سینے سے لگی رہے گی اور اس کی
ماں ان دونوں کے عقب میں یونہی چلتی رہے گی۔ مگر یہ
کیا ایک مقام پر ٹھک کر اس کے باپ نے اسے اپنے سینے
سے ہٹایا اور اس کی ماں کے حوالے کر کے دونوں کو ایک
ساتھ اپنے گلے کا پادریٹھ کے ایک بڑے دروازے کے
اس پار چلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہونے سے پہلے اس
نے اپنے باپ کو پلٹ کر پیچھے دیکھتے اور اپنا ایک ہاتھ اوپر
کر کے الوداعی اعزاز میں لہراتے اور دوسرے سے اپنی
آنکھیں پونچھتے دیکھا تھا۔ پھر وہ شیشے کے دروازے کے
اس پار لوگوں کے جھوم میں گم ہو گیا۔

دو دن بعد ہی اس کی ماں نے اپنے چہرے
والے تانہ کو جو اسے اس وقت سے جب وہ پورے دو ماہ کی
تھی نہ تھی، پہلے اپنے بازوؤں میں لے کر پھر کندھے سے لگا
کر اور بعد ازاں پرانے میں بٹھا کر مع و شام گھر سے باہر لے
جایا کرتا تھا، خلاف عادت نہایت ٹپ ٹپ گھر میں ادھر
سے ادھر آتے جاتے اور ایک چری صندوق میں کچھ
کپڑے، چھ قہقہے اور روزمرہ ذاتی استعمال کی چیزیں
رکھتے دیکھا۔ وہ اپنی تھی مٹی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔
بابا اس نے اپنے منہ سے ہم آوازیں نکال کر تانہ کو اپنی
طرف جوجکرتا چاہا مگر جانے کیوں اس کی ایک آواز پر مکمل
اٹھنے والے تانہ نے توجہ نہ دی۔ اس روز تانہ اسے پرانے
میں بٹھا کر باہر بھی نہیں لے گیا۔ ماں کی کامروہیت بھی
بھلا؟ اسے اپنے پاس رکھنے کی خاطر تو تانہ اور تانی اسے اور
اس کے ماں باپ کو ان کے گھر سے زبردستی اٹھا کر اپنے گھر
لے آئے تھے اور ایک دن تانہ نے اس کے باپ کو ایک موٹر
بائیک وینر کے بارے میں بتایا تھا کہ اس کا کہنا تھا۔
"زندگی دوسو گھنٹہ کی رفتار کے بعد شروع ہوتی ہے۔"
اسی تیز رفتاری سے وینر کی دھنکی ختم بھی کر دی تھی۔
بائیک وینر کا قصہ تانہ کے بعد تانے اس کے باپ سے
کہا تھا۔ "جانتے ہو یہ تھکے کوں ستایا ہے میں نے تمہیں؟"
اس کے باپ نے دیکھی سی مکان کے ساتھ لگی میں
سر ہلادیا۔

تانہ نہایت تہرے کہا۔ "زندگی حب شروع ہوتی
ہے جب آپ تانا، وادانے جاتے ہو۔"
اس کے باپ کی مسکراہٹ گہری پڑی۔ شاید اس
نے تانی کی بات کو دیکھنے کی بڑگروانا ہو۔ شاید وہ

سپنس ڈائجسٹ

120

ستمبر 2023